ڈاکٹر محمد افتخار کھوکھر *

اسلام میں آزادی اظہار کی حدود

اسلام' عالمگیر اور آفاقی دین ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے نبی آخر الزمان حضرت محمد ﷺ تک' اسلامی تعلیمات اور حکامات' انسانیت کی فوز و فلاح کا ذریعہ بنتے رہتے ہیں۔ ازل سے شروع ہونے والا یہ سلسلہ مختلف ادوار سے گزرتا ہوا ابد تک جاری رہے گا۔

موجودہ دور میں جب ہم اسلام کا نام لیتے ہیں تو لوگوں کی بہت بڑی تعداد کے ذہنوں میں اس سے محض نماز اور روزے کا محدود سا تصور ابھرتا ہے۔ حالانکہ اسلام ایسا مکمل ضابطہ حیات ہے جس میں معمولی مسئلہ کو بھی اس کی گہرائی اور گرائی کے ساتھ لیا جاتا ہے۔ تاکہ زندگی کے کسی بھی مرحلہ پر اس کے متعلق کوئی ابہام اور شک وشبہ باقی نہ رہے۔

انسانی زندگی کے مسائل میں سے آزادی کا مسئلہ ہر دور میں اہم مسئلہ رہا ہے اور ہمیشہ زیر بحث رہا ہے۔ آزادی جسمانی' لحاظ سے ہو' ذہنی نقطہ نظر سے ہو' یا تحریر و تقریر کے حوالے سے ہو۔ اس کے لئے ہر دور میں آواز بلند کی جاتی رہی ہے۔ بعثت نبوی سے قبل انسانوں کو جسمانی طور پر غلام بنانا' اور ان کی خرید و فروخت کا سلسلہ پوری دنیا میں جاری و ساری تھا۔ لیکن حجۃ الوداع کے موقع پر آقائے دو جہاں حضرت محمد ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''لوگو! تمہارا رب ایک ہے. تمہارا باپ ایک ہے۔ تم سب آدم کی اولاد ہو اور آدم علیہ السلام مٹی سے بنے تھے۔ آج سے کوئی کسی کا غلام نہیں ہے۔''(۱) اور اس طرح اسلام نے ہر انسان کو آزادی کے ساتھ زندگی گزارنے کا حق عطا کر دیا۔

یہ دین اسلام کا اعجاز ہے کہ اس نے انسانیت کی گردن سے غلامی کی زنجیروں کو ہمیشہ کے لئے کاٹ کر رکھ دیا۔ مختلف قسم کی ذہنی اور جسمانی غلامیوں میں جکڑے ہوئے انسانوں کو آزادیوں سے ہمکنار کر دیا۔ حضرت عمر فاروقؓ کا یہ ارشاد زرین حروف کے ساتھ لکھنے کے لائق ہے کہ۔

''انسان' ماں کے پیٹ سے آزاد پیدا ہوا ہے۔ کسی کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ اسے اپنا غلام بنا لے''(۲)

اسلام نے انسان کی آزادی اور عزت و توقیر کو ہر چیز پر مقدم قرار دیا ہے اور آزادی اظہار کو فریضہ شہادت حق قرار دیتے ہوئے قرآن مجید میں مسلمانوں کو حکم دیا گیا ہے کہ۔

''اے لوگو! جو ایمان لائے ہو' انصاف کے علمبردار بنو' اور خدا واسطے کے گواہ بنو' اگرچہ تمہارے انصاف اور تمہاری گواہی کی زد خود تمہاری ذات یا تمہارے والدین اور رشتہ داروں پر ہی کیوں نہ پڑتی ہو فریق معاملہ خواہ مالدار ہو یا غریب' اللہ تم سے زیادہ ان کا خیر خواہ ہے لہذا تم اپنی خواہش نفس کی پیروی میں عدل سے گریز نہ کرو' اور اگر تم

---

* [illegible]

تم لگی لپٹی کہی یا سچائی سے پہلو بچایا تو جان لو کہ جو کچھ تم کرتے ہو اللہ کو اس کی خبر ہے۔ (۳)

اظہار رائے کے حوالے سے حق بات کو چھپانا، اس کا اظہار نہ کرنا، یا کسی فرد کو اس کے اظہار سے روکنا اللہ تعالیٰ کے نزدیک گناہ ہے۔ ارشاد ربانی ہے: ''اور شہادت کو ہرگز نہ چھپاؤ جو شہادت کو چھپاتا ہے اس کا دل گناہ آلودہ ہے، اور اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے بے خبر نہیں ہے۔'' (۴) ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''اس شخص سے بڑا ظالم اور کون ہوگا جسکے ذمے اللہ کی طرف سے ایک گواہی ہو، اور وہ اسے چھپائے تمہاری حرکات سے اللہ غافل تو نہیں ہے۔'' (۵) اس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ اسلام میں اظہار رائے کی کس قدر اہمیت ہے۔

اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے ۱۰ دسمبر ۱۹۴۸ء کو انسانی حقوق سے متعلق عالمی منشور کا اعلان کیا تھا۔ انسانی حقوق کے اس چارٹر کے مطابق: ''آزادی اظہار رائے کو بین الاقوامی طور پر انسانی حق تسلیم کیا گیا ہے'' (۶)

جبکہ اسلام نے پندرہ سو برس پہلے انسانوں کو اس اہم اور بنیادی حق سے بہرہ ور کر دیا تھا۔ اسلام میں اجتماعی وانفرادی اور معاشرتی زندگی کے لئے عورت اور مرد دونوں کو آزادی اظہار کی نعمت سے نوازا گیا ہے۔ جس کا اندازہ اس تاریخی واقعہ سے ہوسکتا ہے کہ (صحابیہ رسول حضرت خولہ بنت حکیم نے حضور اکرم ﷺ سے طلاق کے سلسلہ میں مجادلہ یعنی بحث ومباحثہ کیا۔ زمانہ جاہلیت کے رواج کے مطابق اگر کوئی خاوند اپنی بیوی سے کہہ دیتا کہ تو میری ماں کی طرح ہے، تو ان میں طلاق ہو جاتی تھی۔ حضرت خولہ بنتِ حکیم کا استدلال یہ ہے کہ یہ جاہلانہ تصور ہے اس سے نکاح جیسا مقدس رشتہ نہیں ٹوٹ سکتا۔ حضور اکرم حضرت خولہ کی اس رائے سے اتفاق نہیں کر رہے تھے۔ اس طرح دونوں میں اظہار رائے کا مبادلہ ہو رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے وحی نازل ہوئی:

''اللہ نے سن لی اس عورت کی بات، جو اپنے شوہر کے معاملہ میں تم سے تکرار کر رہی ہے اور اللہ سے فریاد کئے جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ تم دونوں کی گفتگو سن رہا ہے، وہ سب کچھ سننے اور دیکھنے والا ہے تم میں سے جو لوگ اپنی بیویوں سے اظہار کرتے ہیں، ان کی بیویاں ان کی مائیں نہیں ہیں۔ ان کی مائیں تو وہی ہیں، جنہوں نے ان کو جنا ہے'' (۷)

اسی طرح ہمیشہ کے لئے یہ فیصلہ ہوگیا کہ بیوی کو ماں کہہ دینے سے نکاح نہیں ٹوٹتا، بلکہ خاوند اس جاہلانہ رسم پر عمل کرنے کا کفارہ ادا کرے۔ وہ ایک غلام کو آزاد کرے، یا متواتر دو ماہ کے روزے رکھے یا پھر ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔ اس واقعہ سے اسلام میں اظہارِ رائے کی اہمیت کا بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے۔

قرآنی تعلیمات کے ساتھ ساتھ ہمیں آزادی اظہار کے حوالے سے اسوہ حسنہ اور خلفائے راشدین کی زندگیوں سے بے شمار واقعات ملتے ہیں۔ ''جنگ بدر کے لئے رسولِ اکرم ﷺ نے ایک جگہ پڑاؤ ڈالنے کا حکم دیا۔ صحابی رسول حضرت خبابؓ نے پوچھا کہ کیا یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ ہم اس جگہ پڑاؤ ڈالیں یا آپ کی ذاتی رائے ہے؟ اس پر رسول اللہؐ نے فرمایا ''یہ میری ذاتی رائے ہے'' اس پر حضرت خبابؓ نے عرض کیا کہ پھر میری رائے یہ ہے کہ ہم یہاں پڑاؤ نہ کریں، بلکہ دشمن کے قریب ترین کنویں پر قبضہ کرلیں اور پیچھے والے تمام کنویں بند کر دیں۔ اس طرح جنگ میں

ہمیں پانی کی سہولت میسر ہوگی' جبکہ دشمن اس سے محروم ہوگا۔ حضور اکرم ﷺ حضرت خبابؓ کی رائے کو اپنی رائے سے بہتر سمجھا اور اس کے مطابق عمل کیا''(۸) اسی طرح یہ واقعہ بھی لوحِ تاریخ پر محفوظ ہے کہ:

''جنگِ احد کے موقع پر آپ ﷺ اور جلیل القدر صحابہ کرامؓ کی رائے یہ تھی کہ مدینہ کے اندر رہ کر دشمن کا مقابلہ کیا جائے۔ مگر حضرت حمزہؓ اور دیگر نوجوان صحابہؓ کی رائے تھی کہ مدینہ سے باہر نکل کر جنگ کی جائے۔ آپ ﷺ نے دیکھا کہ صحابہ کی اکثریت باہر نکل کر جنگ کرنے کے حق میں ہے تو اس کے مطابق کا عزم کیا اور ہتھیار بندی کے لئے حجرے میں تشریف لے گئے۔ اس دوران بزرگ صحابہ نے نوجوانوں سے کہا کہ تم نے پیغمبر خدا کی رائے کا لحاظ کئے بغیر آپکو تکلیف میں ڈالا۔ یہ سن کر نوجوان صحابہ متاثر ہوئے اور معذرت کے لئے آپؐ کے حجرے کے سامنے جمع ہوگئے۔ جب آپؐ باہر تشریف لائے اور ان کی معذرت سنی تو فرمایا۔''عزم کے بعد اب نبی کی شان نہیں کہ وہ مقصد کو حاصل کئے بغیر غیر مسلح ہو جائے۔ چلو اب مدینہ کے باہر ہی میدان جنگ قائم ہوگا۔''(۹)

آقائے دو جہاں حضرت محمد ﷺ کی زندگی ایسے بے شمار واقعات سے بھری پڑی ہے جبکہ آپؐ نے اپنے پیروکاروں کی رائے کو اپنی رائے پر اہمیت و فوقیت دی۔

''جنگ خندق کے دوران حضور اکرمؐ نے بنو عطفان کو اپنے خلاف اتحادیوں کی فوج سے کاٹنے کے لئے انہیں مدینہ کی کھجوروں کی کل فصل کے ایک تہائی حصے کی پیش کش کی۔ انصار کی دو مقتدر شخصیات' حضرت سعد بن معاذؓ اور سعد بن عبادہؓ نے دریافت کیا کہ کیا یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ ہمیں اس کی پیروی کرنی ہے یا آپؐ کی ذاتی رائے ہے؟ آپؐ نے فرمایا''یہ میری ذاتی رائے ہے'' یہ سن کر انہوں نے کہا کہ پھر ہمیں بھی اپنی رائے کا اظہار کرنا چاہیے۔ اللہ کی قسم! ہم نے ان لوگوں کو کفر و شرک کی حالت میں بھی ایک کھجور تک نہیں دی تھی' اور اب جبکہ آپؐ کی بدولت ہم اسلام کی نعمت سے مالا مال ہیں تو انہیں ایک تہائی کھجوروں کی فصل کیسے دے سکتے ہیں؟ آپ ﷺ نے ان کی رائے سے اتفاق فرمایا اور اپنی رائے واپس لے لی''(۱۰)

نبی آخر الزمان حضرت محمد ﷺ کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ نے بیعتِ عام کے ذریعے خلافت کا منصب سنبھالا تو اپنے پہلے خطبہ میں ارشاد فرمایا۔''کاش آج میری بجائے کوئی ایسا شخص امیر ہوتا' جو اس بوجھ کو اٹھانے کی مجھ سے زیادہ طاقت رکھتا۔ مجھے تم نے اپنا امیر بنایا' حالانکہ میں تم میں سے بہتر نہیں ہوں۔ اگر سیدھے راستے پر چلوں تو میری مدد کرو اور اگر غلطی کروں تو میری اصطلاح کرو تم میں جو کمزور ہے وہ میرے نزدیک قوی ہے' یہاں تک کہ اس کا حق دلوا دوں۔ اور تم سے جو قوی ہے وہ میرے نزدیک کمزور ہے' یہاں تک کہ اس سے حق دار کا حق نہ دلوا دوں۔ میں جب تک اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کروں' تم میری اطاعت کرو اور جب میں اللہ اور اس کے رسولؐ کی نافرمانی کروں تو تم پر میری اطاعت فرض نہیں۔''(۱۱)

حضرت ابوبکر صدیقؓ کے عہدِ خلافت کا واقعہ ہے کہ۔''مسلمانوں کو ہجو میں شعر پڑھنے والی ایک عورت کے

دانت اکھڑوا دیئے گئے۔ حضرت ابوبکرؓ کے علم میں یہ بات آئی تو اپنے عامل مہاجر بن امیہ کو لکھا۔ ''مجھے اطلاع ملی ہے کہ جو عورت مسلمانوں کی ہجو میں شعر کہتی پھرتی ہے۔ تم نے اس کے سامنے کے دو دانت اکھڑوا دیئے ہیں ایسی عورت اگر مسلمان ہو تو اس کے لئے زجر و توبیخ کافی ہے۔ اگر ذمیہ ہے تو جب تک اس کا شرک جیسا ظلم عظیم گوارا ہے تو اس کے مقابلے میں مسلمانوں کی ہجو کون سی بڑی بات ہے۔ کاش! میں اس بارے میں تمہیں پہلے سے آگاہ کر سکتا' تب تمہیں اس سزا کا خمیازہ بھگتنا پڑتا۔ (۱۲)

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے عوام الناس کو آزادیٔ رائے کا جو حق عطا کیا وہ دنیا کے ہر حکمران کے لئے روشن مثال ہے۔ خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروق کا واقعہ ہے۔ ''حضرت عمر فاروقؓ نے خلیفۃ المسلمین کی گڑی بار ذمہ داریاں اٹھانے کے بعد لوگوں کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا: مجھے معلوم ہے کہ لوگ میری سختی سے ڈرتے ہیں اور میری دوستی سے لرزہ براندام رہتے ہیں۔ لوگو! اب تمہارے معاملات کی ذمہ داری میرے کاندھوں پر ڈال دی گئی ہے۔ آپ لوگوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ میری سختی اب نرمی میں بدل گئی ہے۔ لیکن ان لوگوں کیلئے بدستور قائم ہے جو مسلمانوں پر ظلم و زیادتی کرتے ہیں۔ اللہ کے بندو! اللہ سے ڈرو مجھ سے درگزر کر کے میرا ہاتھ بٹاؤ' نیکی کے احکامات کی تعمیل کروانے اور برائی سے روکنے میں میری مدد کرو۔ (۱۳)

اسلام نے عالم انسانیت کو آزادی رائے کی جو عظیم نعمت عطا کی ہے۔ اس کا اظہار خلفائے راشدہ کے دور میں ہمیں جابجا نظر آتا ہے۔ مرد ہی نہیں خواتین بھی اظہار رائے کے معاملے میں کسی سے پیچھے نہیں تھیں۔ ''حضرت عمرِ فاروق کے دورِ خلافت میں ایک خاتون صحابیہؓ نے حضرت عمرؓ کی جانب سے عورتوں کے حق مہر کو کم کرنے کے فیصلہ کو چیلنج کیا۔ خاتون صحابیہؓ نے دریافت کیا کہ ''اے عمرؓ! تمہیں یہ کس نے حق دیا ہے کہ عورتوں کے حقوق میں کمی کرو۔ اللہ تعالیٰ کا حکم تو یہ ہے کہ اگر تم ایک بڑا خزانہ بھی حق مہر میں دے چکے ہو تو اسے واپس نہ لو۔'' حضرت عمر فاروقؓ صحابیہؓ کے اظہار رائے سے متاثر ہوئے اور محسوس کیا کہ ان کی رائے کے مقابلے میں اس خاتون صحابیہؓ کی رائے زیادہ بہتر اور قرآن کی روح کے مطابق ہے۔ اس لئے انہوں نے اپنا بنایا ہوا قانون واپس لے لیا۔ اور خاتون کی رائے کا احترام کیا۔'' (۱۴)

اگر اسلام بنی نوع انسان کو اظہار رائے کی آزادی کا حق نہ دیتا تو تاریخ اسلام اتنی تابناک اور روشن کیسے ہوتی؟ حضرت عمر فاروقؓ کے دور خلافت کا ایک واقعہ ہر دور میں امانت و دیانت کی رفعتوں پر جگمگاتا رہے گا۔ ''حضرت عمر فاروقؓ لوگوں سے خطاب کے لئے منبر پر تشریف لائے تو جلیل القدر صحابی حضرت سلمان فارسیؓ نے یہ کہہ کر آپؓ کو خطاب سے روک دیا کہ جب تک خلیفۂ وقت ایک سوال کا جواب دے کر لوگوں کو مطمئن نہیں کریں گے' اس وقت تک ہم آپ کی اطاعت و فرمانبرداری نہیں کریں گے۔ حضرت عمر فاروقؓ کے دریافت کرنے پر حضرت سلمان فارسیؓ نے کہا کہ مال غنیمت میں سب کو ایک ایک چادر ملی تھی' اور ایک چادر سے آپ کا کرتہ نہیں بن سکتا۔ اس کے جواب میں حضرت عمر فاروقؓ کے بیٹے عبداللہ بن عمر نے اٹھ کر جواب دیا کہ واقعی ایک چادر سے کرتہ نہیں بن سکتا تھا۔ میں نے مالِ غنیمت

میں ملنے والی اپنی چادر بھی والدِ محترم کو دے دی تھی۔ اس لئے دو چادروں سے کرتہ بنایا گیا۔ اس تسلی بخش جواب کے بعد حضرت سلمان فارسیؓ نے کہا! امیر المومنین! اب ہم آپ کی بات سنیں گے اور اطاعت بھی کریں گے۔''(۱۵)

آزادی اظہار کے حوالے سے ایک خاتون کا خلیفہ وقت سے بیباک گفتگو کا انداز ملاحظہ کیجئے۔ ''ایک خاتون راہ چلتے خلیفہ وقت حضرت عمر فاروقؓ پر برس پڑیں اور بولیں: عمر! تمہارے حال پر افسوس ہے۔ تمہارا وہ زمانہ بھی میں نے دیکھا ہے۔ جب تم عمیر کہلاتے تھے۔ اور لاٹھی لئے دن بھر عکاظ میں بکریاں چرایا کرتے تھے۔ اسکے بعد میں نے تمہارا وہ زمانہ بھی دیکھا ہے۔ جب تم عمر کہلانے لگے اور اب یہ زمانہ بھی دیکھ رہی ہوں کہ امیر المومنین بنے پھرتے ہو۔ رعایا کے معاملے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو' اور اس بات کو یاد رکھو کہ جو اللہ کی وعید سے ڈرے گا اور آخرت کے بعید عالم کو اپنے قریب پائیگا اور جسکو موت کا ڈر ہوگا وہ ہمیشہ اس فکر میں رہیگا کہ اللہ کی دی ہوئی کوئی فرصت رائیگاں نہ جائے۔''

ایک صحابی رسول' حضرت عمر فاروق کے ساتھ تھے یہ سن کر بولے۔ اے خاتون! آپ نے امیر المومنین کے ساتھ بڑی زیادتی کی ہے۔ حضرت عمر فاروق نے انہیں فوراً ٹوکا اور فرمایا: یہ جو کچھ کہنا چاہتی ہیں انہیں کہنے دو۔ تمہیں شاید علم نہیں کہ یہ خولہ بنتِ حکیم ہیں ان کی بات تو اللہ تعالیٰ نے سات آسمانوں کے اوپر سے سنی تھی تو عمر کی کیا ہستی ہے کہ وہ ان کی بات نہ سنے۔''(۱۶) حضرت عمر فاروق کے دور میں آزادی اظہار رائے کا یہ عالم تھا کہ ایک آدمی راہ چلتے یا بھری مجلس میں' بر سر منبر' جہاں چاہتا آپؓ کو ٹوک سکتا تھا۔ ایک بار مجمع میں ایک شخص نے اٹھ کر کہا کہ ''اگر آپ ٹیڑھی راہ پر چلے تو آپ کو تیر کی طرح سیدھا کر دیں گے۔'' اس پر حضرت عمر فاروقؓ نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ مسلمانوں میں ایسے افراد موجود ہیں کہ اگر میں گمراہ ہونے لگوں تو وہ مجھے راہ راست پر لے آئیں۔(۱۷)

حضرت عمر فاروقؓ کا پورا عہدِ خلافت' آزادی اظہار رائے کے بے شمار واقعات سے بھرا پڑا ہے: ''ایک مرتبہ ایک شخص نے سرِ راہ آپؓ کو مخاطب کر کے کہا عمر! خدا سے ڈرو'' اس نے یہ جملہ کئی بار دہرایا۔ اس پر ایک صحابی رسول نے اس شخص کو ٹوکا۔ ''چپ ہو جاؤ تم نے امیر المومنین کو بہت کچھ کہہ سنایا۔ حضرت عمر فاروقؓ نے مداخلت کرتے ہوئے کہا کہ اسے مت روکو اگر یہ لوگ ہم سے ایسی بات کہنا چھوڑ دینگے تو پھر انکا فائدہ ہی کیا؟ اور اگر ہم انکی باتوں کو قبول نہ کریں تو ہمیں بھلائی سے عاری سمجھنا چاہیے۔ اور بعید نہیں کہ یہ بات اپنے کہنے والے پر ہی چسپاں ہو جائے''(۱۸)

اظہار رائے کا ایک منظر یہ بھی دیکھنے کے لائق ہے۔ ''ملک شام کے سفر میں جب حضرت عمرِ فاروقؓ نے ایک مجمع میں حضرت خالد بن ولیدؓ کی معزولی کی وجہ بیان کی تو ایک شخص نے اٹھ کر کہا: ''اے عمرؓ! خدا کی قسم تو نے انصاف نہیں کیا۔ تو نے رسول اللہؐ کے عامل کو برطرف کر دیا۔ تو نے رسول اللہ کی کھینچی ہوئی تلوار کو نیام میں ڈال دیا۔ تو نے اپنے چچیرے بھائی پر حسد کیا۔'' حضرت عمر فاروقؓ خاموشی سے سب کچھ سنتے رہے اور جب اس شخص نے اپنی بات پوری کر لی تو آپؓ نے نرمی سے صرف اتنا فرمایا: ''تم کو اپنے بھائی کی حمایت میں غصہ آ گیا۔''(۱۹)

اظہار رائے کی آزادی کے حوالے سے دوسرے دو خلفائے راشدین کا طرزِ عمل بھی یہی رہا۔ ''حضرت

عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر تو تنقید کے تیروں کی بارش ہوتی رہی، مگر انہوں نے کسی بھی ناجائز ذریعے سے کسی کی زبان بندی کرنے کی کوشش نہ کی۔ حضرت علیؓ کو خوارج گالیاں تک دیتے رہے بلکہ روبرو قتل کی دھمکیاں بھی دیں لیکن آپؓ نے کوئی تعرض نہ کیا، اور فرمایا "محض زبانی مخالفت کوئی ایسا جرم نہیں، جس کی وجہ سے ان پر ہاتھ ڈالا جائے۔"(۲۰)

اظہار رائے کی آزادی صرف خلفائے راشدین کے دور تک محدود نہیں تھی، بلکہ اس کی جھلک ہمیں مسلمانوں کی تاریخ کے ہر دور میں ملتی ہے۔ "حجاج بن یوسف، بنی امیہ کا ظالم ترین حکمران تھا۔ اس نے ایک شخص سے پوچھا: کیا تم محمد بن یوسف کو جانتے ہو؟ وہ شخص کہنے لگا ہاں، کیوں نہیں جانتا۔ حجاج نے کہا: کچھ اس کے چال چلن کے بارے میں بتاؤ؟ اس نے جواب دیا: وہ تو بڑا ہی برا آدمی ہے۔ اللہ اور اس کے رسول کے احکامات کی سرتابی میں یکتا۔" یہ سن کر حجاج بن یوسف کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا اور کرخت آواز میں بولا: کم بخت تجھے معلوم نہیں کہ وہ میرا بھائی ہے۔ اس شخص نے اطمینان سے جواب دیا: ہاں جانتا ہوں مگر کیا تو نہیں جانتا کہ اللہ میرا رب ہے، اور خدا کی قسم وہ مجھے اس سے زیادہ محبوب و مطلوب ہے۔(۲۱)

خلیفہ ہارون الرشید کے دور میں آزادی اظہار کے حوالے سے لوگ بڑی جرأت و بے باکی سے کام لیتے تھے۔ "ہارون الرشید ایک بار خطبہ دے رہا تھا ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا: "خدا کی قسم! تم نے مال کی تقسیم برابر کی اور نہ ہی عدل وانصاف سے کام لیا۔ بلکہ اس کے بجائے فلاں فلاں برائیاں کیں۔ ہارون الرشید نے غصے میں آ کر اس کی گرفتاری کا حکم دیا۔ خطبہ و نماز کے بعد قاضی ابو یوسف کو طلب کیا گیا۔ ہارون الرشید نے کہا: "اس شخص نے آج ایسی گفتگو کی ہے کہ اس سے پہلے کبھی کسی نے نہیں کی۔" خلیفہ سخت غصے میں تھا، اور وہ شخص جلادوں کے درمیان میں کھڑا تھا۔ قاضی ابو یوسف نے نبی اکرم ﷺ کے اسوہ حسنہ اور خلفائے راشدین کے طرز عمل کی مثالیں پیش کر کے بڑی جراءت سے فرمایا: "آپ اسے سزا نہیں دے سکتے۔" اسوہ حسنہ کا حوالہ آتے ہی ہارون رشید کا غصہ جاتا رہا اور اس نے اس شخص کو فوراً چھوڑنے کا حکم دے دیا۔"(۲۲)

بہت بعد کے زمانے کی بات ہے کہ "ملک شاہ سلجوقی کا بیٹا" سلطان سنجر، خراسان کا فرماں روا تھا۔ امام غزالیؒ اس سے ملے اور اسے مخاطب کر کے کہا: "افسوس! مسلمانوں کی گردنیں مصیبت اور تکلیف سے ٹوٹی جا رہی ہیں۔ اور تیرے گھوڑوں کی گردنیں طوق ہائے زریں سے جھکی جا رہی ہیں۔(۲۳)

آزادی اظہار ایک ایسی قوت اور نعمت ہے جس کی وجہ سے خرابیوں کے در بند اور بھلائیوں کے دَر وا ہوتے ہیں۔ شیخ الاسلام عزالدین بن عبد السلام نے عید کے دن جبکہ جشن منایا جا رہا تھا اور لوگ بادشاہ کے حضور نذرانے پیش کر رہے تھے۔ شیخ الاسلام نے بھرے دربار میں بادشاہ کو مخاطب کر کے کہا: "ایوب! خدا کو تم کیا جواب دو گے۔۔ جب پوچھا جائے گا کہ ہم نے تم کو مصر کی سلطنت اس لئے دی تھی کہ شراب آزادی سے پی جائے؟" بادشاہ نے پوچھا "کیا یہ واقعہ ہے؟" شیخ نے بلند آواز میں کہا: "ہاں! فلاں جگہ شراب آزادی سے بک رہی ہے اور تم یہاں خوشیاں منانے میں

مصروف ہو۔" بادشاہ نے یہ سن کر فوراً شراب کی دکان بند کروادی"(۴۴)

آزادی اظہار انسان کا ایسا بنیادی حق ہے جسے اسلام نے نہ صرف تسلیم کیا ہے بلکہ ہر دور میں اس بنیادی حق کو یقینی بنانے کے لئے اعلیٰ وارفع اور روشن مثالیں قائم کی ہیں جب بھی اس بنیادی انسانی حق کو غصب کرنے کی کوشش کی گئی ہے تو معاشرے میں بگاڑ ہی نے جنم لیا ہے۔ اس لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی جانب سے ودیعت کردہ اس بنیادی حق کی پاسداری کی جائے، تاکہ ہمارا معاشرہ تہذیب وتمدن کا نہ صرف اعلیٰ نمونہ پیش کرے بلکہ امن وسکون کا گہوارہ بھی بن جائے۔

...... حوالہ جات ......

۱۔ بنیادی حقوق۔ محمد صلاح الدین۔ ادارہ ترجمان القرآن لاہور۔ طبع دوم۔ ۱۹۷۸ء
۲۔ حضرت عمر فاروق۔ محمد حسن ہیکل۔ مترجم: حبیب اشعر، مکتبہ میری لائبریری لاہور طبع اول ۱۹۹۴ء
۳۔ قرآن مجید، سورۃ النساء آیت ۱۳۵ ۴۔ قرآن مجید، سورۃ البقرہ۔ آیت ۲۸۳
۵۔ قرآن مجید سورۃ البقرہ۔ آیت ۱۴۰
۶۔ بنیادی حقوق، محمد صلاح الدین۔ ادارہ ترجمان القرآن۔ لاہور طبع دوم ۱۹۷۸ء
۷۔ قرآن مجید۔ سورۃ المجادلہ۔ آیات ۱۔۲
۸۔ سیرت النبیؐ۔ علامہ شبلی نعمانی۔ الفیصل ناشران وتاجران کتب اردو بازار۔ لاہور طبع اول۔ ۱۹۹۱
۹۔ محسنِ انسانیت۔ نعیم صدیقی اسلامک پبلیکیشنز۔ شاہ عالم مارکیٹ۔ لاہور۔ طبع دہم۔ ۱۹۸۱ء
۱۰۔ سیرت النبی۔ علامہ شبلی نعمانی۔ الفیصل ناشران وتاجران کتب اردو بازار۔ لاہور طبع اول۔ ۱۹۹۱ء
۱۱۔ خلیفۃ الرسول حضرت ابوبکرؓ طالب الہاشمی، حسنات اکیڈمی۔ لاہور۔ طبع اول۔ ۱۹۸۷ء
۱۲۔ سیاسی وثیقہ جات، ڈاکٹر محمد حمید اللہ۔ مجلس ترقی ادب لاہور۔ طبع اول ۱۹۶۰ء
۱۳۔ الفاروق۔ علامہ شبلی نعمانی، مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور۔ ۱۹۸۸ء
۱۴۔ عشرہ مبشرہ۔ بشیر ساجد۔ البدر پبلیکشنز اردو بازار لاہور طبع اول۔ ۱۹۹۰ء
۱۵۔ شہید المحراب۔ عمر تلمسانی۔ ترجمہ حافظ محمد ادریس۔ البدر پبلیکشنز لاہور طبع اول۔ ۱۹۸۹ء
۱۶۔ حیاتِ فاروق اعظم۔ مترجم علامہ شاہ حسن عطاء۔ نفیس اکیڈمی کراچی۔ طبع دوم ۱۹۸۳ء
۱۷۔ حضرت عمر فاروق۔ محمد حسین ہیکل۔ مترجم حبیب اشعر مکتبہ میری لائبریری، لاہور۔ ۱۹۹۴ء
۱۸۔ عشرہ مبشرہ۔ بشیر ساجد۔ البدر پبلیکشنز اردو بازار لاہور۔ طبع اول۔ ۱۹۹۰ء
۱۹۔ الفاروق۔ علامہ شبلی نعمانی، مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور۔ طبع اول ۱۹۸۸ء
۲۰۔ عشرہ مبشرہ۔ بشیر ساجد۔ البدر پبلیکشنز اردو بازار لاہور۔ طبع اول۔ ۱۹۹۰ء
۲۱۔ تاریخ دعوت وعزیمت۔ مولانا ابوالحسن علی ندوی۔ مجلس نشریات اسلام، ناظم آباد کراچی، طبع اول ۱۹۸۲ء
۲۲۔ " " " " " "
۲۳۔ بنیادی حقوق، محمد صلاح الدین۔ ادارہ ترجمان القرآن۔ اردو بازار لاہور۔ طبع دوم ۱۹۷۸ء
۲۴۔ " " " " " "